بونوں کی دُنیا

بونوں کی دُنیا

علی ایک پُرانا ملاّح تھا۔ اس کی اپنی کشتی تھی جس میں وہ سامان ایک ملک سے دوسرے ملک لے جاتا تھا۔ یہ اس کا روزگار تھا۔ ایک مرتبہ وہ اپنی کشتی میں سامان لے کر روانہ ہوا تو اس وقت موسم خوش گوار اور مطلع صاف تھا۔ آسمان پر سورج چمک رہے تھے۔ خوش گوار ہوا چل رہی تھی اور فضاء میں پرندے اڑ رہے تھے۔

جب علی نے کافی فاصلہ طے کر لیا تو ایک جانب سے کالے بادل آنے لگے جو ذرا ہی دیر میں برسنے لگے اور پھر سمندر میں بھی طوفان آ گیا۔

علی کی کشتی ڈولنے لگی وہ اسے سنبھالنے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا لیکن طوفان میں شدت آتی چلی جا رہی تھی اور بالآخر کچھ خطرناک موجوں نے اس کی کشتی کو زور سے اچھال دیا وہ کشتی کے سمیت ساحل پر آ گرا۔ کشتی ٹوٹ پھوٹ گئی اور وہ بے ہوش ہو گیا۔

جب اُسے ہوش آیا تو اس نے خود کو بونوں کے درمیان پایا جنہوں نے اُسے رسیوں وغیرہ سے جکڑ دیا تھا اور اپنی گھوڑا گاڑیوں پر اُسے لے کر کہیں جا رہے تھے اور پھر وہ لوگ ایک جگہ رک گئے۔ بونوں نے دیکھ لیا تھا کہ علی ہوش میں آ چکا ہے۔ ان میں سے ایک نے علی سے کہا۔ ''تم نے ہماری بستی میں آنے کی جراءت کیسے کی؟''

علی کو اس بونے کے لہجے پر بڑا غصّہ آیا اور اس نے سوچا کہ وہ ایک ہی جھٹکے میں رسیاں توڑ کر ان سب کو ہلاک کر دے گا لیکن پھر اُسے فوراً خیال آیا کہ غصّہ تو حرام ہے لہٰذا اس نے اپنے پر قابو کیا اور بونے سے بولا۔ ''میں خود تم لوگوں کی بستی میں نہیں آیا ہوں بلکہ سمندری طوفان نے میری کشتی کو یہاں لا کر پھینک دیا تھا۔ تم لوگ مجھے معاف کر دو۔''

''ہم تمھیں معاف نہیں کریں گے بلکہ بستی میں بغیر اجازت آنے کی وجہ سے تمھیں موت کی سزا دی جائے گی۔'' بونا بولا۔

علی نے ایک ہاتھ میں اس بونے کو اٹھا لیا اور بولا۔ ''دیکھو!۔۔۔ جب کسی سے غلطی ہو جائے تو اسے معاف کر دینا اچھا ہوتا ہے تم لوگ بھی مجھے معاف کر دو۔''

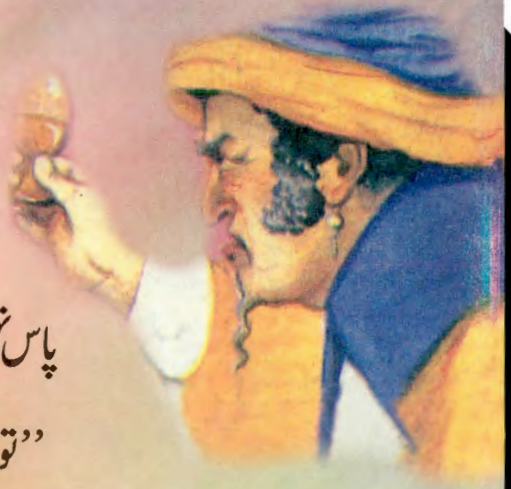

بونے نے کہا۔ ''تمھیں معاف کرنے کا اختیار ہمارے پاس نہیں ہے بلکہ یہ اختیار صرف بادشاہ سلامت کو حاصل ہے۔''

''تو پھر ٹھیک ہے تم میری ملاقات بادشاہ سلامت سے کرواؤ۔'' علی نے کہا۔

''ٹھیک ہے ہم تمھاری ملاقات بادشاہ سلامت سے کروا دیتے ہیں۔'' بونے نے کہا اور اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ علی کو بادشاہ سلامت کے پاس لے چلیں۔ اُس کے ساتھی علی کو لے کر چل پڑے۔

کچھ دیر بعد علی کو بادشاہ سلامت کے سامنے پیش کر دیا گیا۔ بادشاہ بھی اس کے بستی میں آنے پر بہت غصّے میں آ گیا۔

علی نے اس سے کہا۔ ''بادشاہ سلامت!۔۔ مجھ سے غلطی ہوگئی ہے اس لئے مجھے معاف کر دیں۔ میں یہاں آپ کے بونوں کو بہت سی چیزوں کی تعلیم دوں گا۔۔۔ اگر تعلیم دینے کے بعد بھی آپ لوگ مجھے قتل کرنا چاہیں تو کر دینا۔''

بادشاہ نے اُس سے کہا۔ ''ٹھیک ہے۔

ہم تمھیں موقع دیتے ہیں تم ہمارے بونوں کو تعلیم دو۔''

علی نے اسی روز سے بونوں کو مختلف علوم کی تعلیم دینا شروع کر دی، خاص طور پر اس نے انھیں صبر، برداشت اور نظم وضبط کی تعلیم دی۔

ادھر بادشاہ سلامت اس کی کارکردگی کو دیکھ رہا تھا اور وہ بونوں سے بھی پوچھتا رہتا تھا کہ کیا وہ علی کی کارکردگی سے مطمئن ہیں، سارے بونے علی کی بہت تعریف کرتے تھے۔

آہستہ آہستہ علی نے ان بونوں میں سے تمام غلط رسموں اور باتوں کو ختم کر دیا۔ اُس نے انھیں بتایا کہ کس طرح دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرنی چاہئے۔ اس کے علاوہ اس نے ان سے کہا کہ ترقی کے لئے سائنس، ٹیکنالوجی، ریاضی اور دیگر اس طرح کے علوم سیکھنا ضروری ہیں۔

کچھ ہی عرصے میں اس نے انھیں بہت سے علوم سکھائے اور بونوں نے بہت ترقی بھی کر لی۔ پھر علی بادشاہ سلامت کے سامنے پہنچ گیا اور بولا۔ ''بادشاہ سلامت!۔۔۔ میں نے آپ کے بونوں کو بہت سے علوم کی تعلیم دے دی ہے اور انھوں نے بہت ترقی کر لی ہے اب آپ میرے لئے کیا فیصلہ کرتے ہیں؟''

''ہم نے تمھاری کارکردگی کا بہت غور سے جائزہ لیا ہے اور اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ تمھاری وجہ سے ہمارے بونوں کو نہ صرف سائنس اور ٹیکنالوجی جیسے علوم سکھائے بلکہ اس نے انھیں با اخلاق اور ہمدرد بھی بنادیا ہے اب ہماری ایک خواہش ہے۔'' بادشاہ سلامت نے کہا۔ ''وہ کیا خواہش ہے؟'' علی نے پوچھا۔

''وہ یہ کہ ہم سب کو تم سے محبت ہوگئی ہے اور ہماری خواہش ہے کہ تم ہمارے پاس ہی رہو۔'' بادشاہ نے جواب دیا۔

''بادشاہ سلامت!۔۔۔آپ کی محبت کا بہت شکریہ لیکن میرے بھی بیوی بچے ہیں جو میری جدائی میں تڑپ رہے ہوں گے میں ان کے پاس جانا چاہتا ہوں۔'' علی بولا۔

''تو پھر ایک وعدہ کرو کہ تم ہم سے ملنے کے لئے آتے رہو گے؟'' بادشاہ نے کہا۔

''میں وعدہ کرتا ہوں۔'' علی بولا۔ پھر اس نے اپنے لئے ایک کشتی تیار کی۔
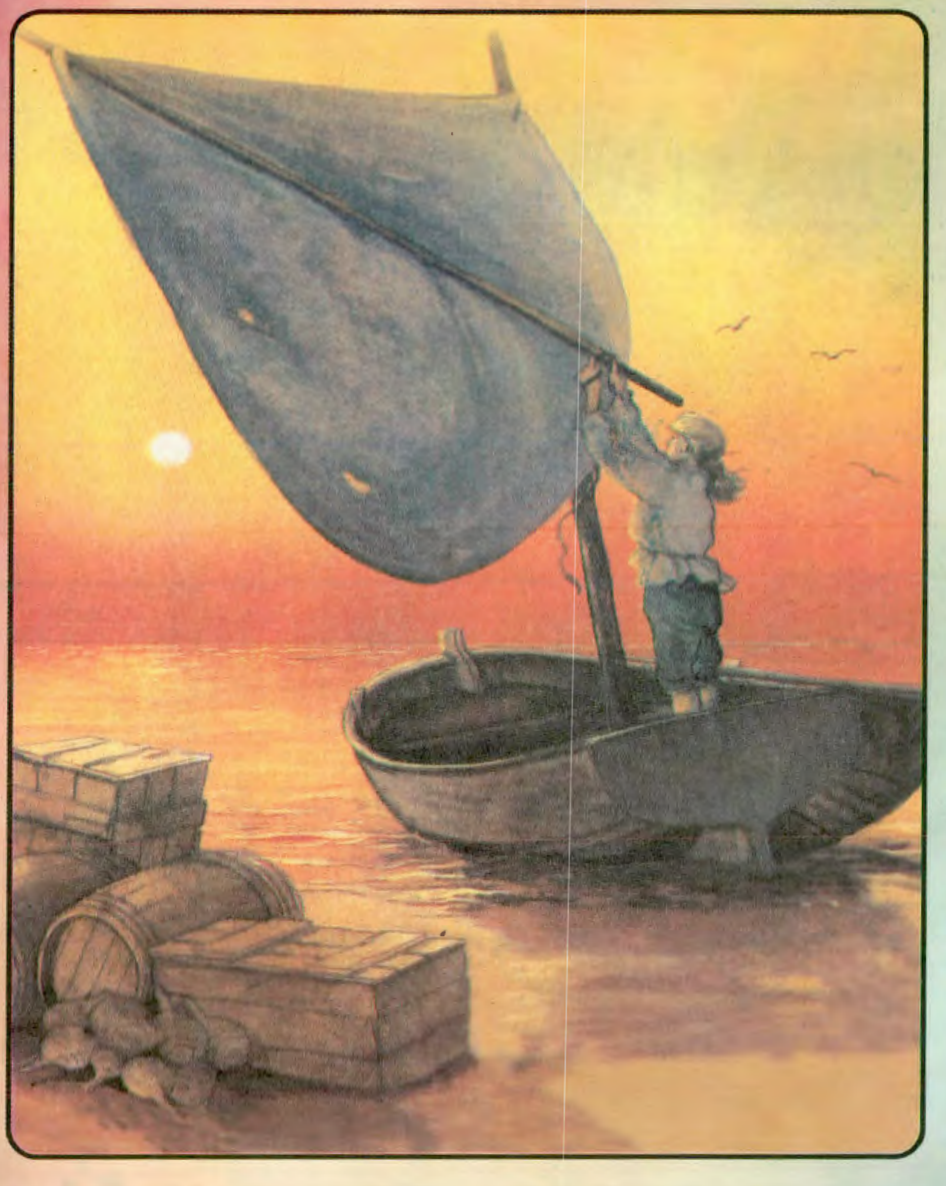
بونوں نے اسے بہت سا ساز و سامان دیا اور جب علی وہاں سے روانہ ہونے لگا تو بونے رونے لگے۔ علی بھی رونے لگا اسے بھی ان بونوں سے بہت محبت ہوگئی تھی۔ پھر وہ دور آ گیا اور وہ اب بھی بونے اس کی طرف الوداعی انداز میں ہاتھ ہلا رہے تھے اور وہ بھی اسی طرح ہاتھ ہلا رہا تھا۔